گھوارے سے حسین جو اصغر کو لے چلے

گھوارے سے حسین جو اصغر کو لے چلے
ہاتھوں پہ رکھ کے فدیہ داور کو لے چلے
بادل میں شام کے مہِ انور کو لے چلے
چلاّئی ماں کہاں میرے دلبر کو لے چلے
فارغ ابھی نہیں ہوئی اکبر کے داغ سے
کچھ روشنی ہے گھر میں میرے اِس چراغ سے

للہ میرے گل کو نہ خارو میں لے کے جاؤ
ننھی سی جان کو نہ ہزاروں میں لے کے جاؤ
اِک مور ناتواں کو نہ ماروں میں لے کے جاؤ
بے شیر کو نہ تیغوں کی دھاروں میں لے کے جاؤ
جنگل میں لے نہ جاؤ یہ نازوں کا پلا ہے
میں نے انہیں ابھی نہیں گھر سے نکالا ہے

جھولے سے کیوں اُٹھا لیا دُکھتا ہے میرا دل
سوتے سے کیوں جگا دیا دُکھتا ہے میرا دل
چادر سے کیوں چھپا لیا دُکھتا ہے میرا دل
سینے سے کیوں لگا لیا دُکھتا ہے میرا دل
وَسواس مجھکو آتا ہے کیا دیکھتے ہیں آپ
کیوں بار بار اِسکا گلا دیکھتے ہیں آپ

دیکھو تو میری شکل کو کِس طرح تکتا ہے
گودی میں میری آنے کو کیسا ہمکتا ہے
ناچار ہے کہ منہ سے نہیں بول سکتا ہے
لیکن یہ ننھے ہاتھوں کو ہر دم پٹکتا ہے
بِن دودھ اِسکو دیکھ کے آنکھیں بھر آتی ہیں
جاتا نہیں یہ جان میری نکلی جاتی ہے

گذری میں جان سے اِسے لے کے نہ جایئے
پیاسا ہی جی رہیگا نہ پانی پلایئے
اِسکی تو شکل بھی نہ ِکسی کو دِکھایئے
اِس غنچہ لب کو یہاں نہ ہَوا بھی لگایئے
احسان ہوگا آپکا مجھ دل ملول پر
میں واری اِسکو بھیج دو قبرِ رسول پر

بانو کے اِس بیان سے گھبرائے شاہِ دیں
آخر قریب فوج کے لے آئے شاہِ دیں
بچّے کو رکھ کے ہاتھوں پہ چلاّئے شاہِ دیں
یاروں سمجھ لو جو تمہیں سمجھائے شاہِ دیں
کچھ تو خیال چاہیئے ننھی سی جان کا
بتلاؤ کیا قصور ہیں اِس بے زبان کا

یہ سن کے حرملہ نے اُٹھایا کمان کو
ٹاکا خطا شعار نے ننھی سی جان کو
مارا خدنگ شاہ کے ابرو کمان کو
ھئے ھئے مٹایا بانو کے نام و نشان کو
چلّائی موت ہائے نہ تجھکو امان دی
بچّے نے سہم سہم کے ہاتھوں پہ جان دی

شہ نے سوائے شکر زباں سے نہ کچھ کہا
چاند اپنا زیرِ خاک چھپایا بصد بکا
تربت سے اُٹھ کے آپ نے خیمے کا رُخ کیا
لیکن قدم نہ آگے کو اُٹھتے تھے مطلقا
کہتے تھے کیا کہونگا جو بچّے کو مانگے گی
بانو ضرور ہنسلیوں والے کو مانگے گی

پہنچے غرض کہ تا درِ خیمہ بہ حال زار
آئی جو بانو دیکھ کے شرمائے بار بار
گردن جھکا کے کہنے لگے شاہِ نام دار
لو شہرِ بانو بَن گیا اصغر کا بھی مزار
ناسور پڑ گیا ہے دلِ دردناک میں
بانو تیری کمائی ملی آج خاک میں

بانو وہ تیرا ہنسلیوں والا گذر گیا
بانو وہ تیری گود کا پالا گذر گیا
بانو وہ تیرے گھر کا اُجالا گذر گیا
بانو وہ تیرا جھولنے والا گذر گیا
نہ اب وہ چونکتے ہیں نہ ہر دم مچلتے ہیں
فردوس میں وہ حوروں کی گودی میں پلتے ہیں

چلاّئی بانو ہائے میرے نا مراد آئے
کِن جنگلوں میں بانو تمہیں ڈھونڈنے کو جائے
تم گھٹنیوں بھی گھر میں ہمارے نہ چلنے پائے
خیمے سے جاکے شکل نہ ماں کو دِکھانے آئے
مجھ سے بچھڑ کے پیاس کے مارے چلے گئے
کِس ماں کی گود میں میرے پیارے چلے گئے

جھولا تمہارا خالی ہے کِس کو جھلاؤں میں
دے دے کے لوریاں کسے شب کو سناؤں میں
تڑپیگا دل تو کِس کو گلے سے لگاؤں میں
رکھ رکھ کے ہاتھ ہونٹوں پہ کس کو ھنساؤں میں
دادی کے پاس خلد میں تنہا چلے گئے
ھئے ھئے نہ ساتھ پالنے والی کو لے گئے

بانو کے اِس بیان نے شہ کو رُلا دیا
رخصت جو ہو کے رن میں گئے سر کٹا دیا
بس اے **شریف** حشر کا ساماں دِکھا دیا
شیعوں نے آج اشکوں کا دریا بہا دیا
کر عرض شہ سے دل میرا خُرسَنُد کیجیئے
اصغر کے صدقے سے کوئی فرزند دیجیئے

*****